بسم اللہ الرحمن الرحیم

25/12/23

دیارِ خواب

دیارِخواب 1

نعیم گیلانی نے اے آر کے پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
انحراف پبلی کیشنز
C/1 ۔ایل ڈی اے پلازہ، 55۔لارنس روڈ لاہور سے شائع کی

Author :
Zarghona Khalid
Block No. 18
Tower Sterrt
Freed Abad Colony
Dera Ghazi Khan
E-mail: zarghoonakhalid10@gmail.com
www.facebook.com/zarghoonykhn.zarghoony
Cell No.: +92 331 733 40 02

دیارِخواب

زرغونہ خالد زرغونے

انحراف پبلیکیشنز لاہور، اسلام آباد
PUBLICATIONS

اہتمامِ اشاعت : رحمٰن حفیظ، نعیم گیلانی
نمودِ اوّل : جنوری، دو ہزار چوبیس
سرورق : زی گرافکس
پروف ریڈنگ : آصف مقبول
تزئین و زیبائش : قاسم حسن گیلانی
مشینی خطاطی : محمد نقی حسن نقوی
تعداد : پانچ سو
قیمت : 700 روپے

"Dayaar e Khwab"
(Urdu Poetry by)
Zarghoona Khalid Zarghoony

Printed by:
A.R.K Printing Press
Bomby Towers , Lahore.
Price : 700 PKR.(50$)
Published by:
INHIRAAF PUBLICATIONS
C/1 LDA Flats 55, Lawrance Road
LAHORE.
Cell NO.: +92 333 650 9204
H/No. 106 St/13 Phase 1, Margla Town.
ISLAMABAD.
Cell NO.: +92 300 514 5743
E-mail:
Inhiraaf_publication@yahoo.com

PUBLICATIONS

اِنتساب :

میری محبتوں کے وارث
مجھے اس مقام تک لانے والے
والدِ محترم خالد محمود اور والدہ شاہینہ کوثر
بابا شبیر خان ترین، اماں تسنیم ترین، میرے شوہر عبدالقیوم
اور اپنی شہزادیوں فبرا انوش، امرحہ سروش اور پری وش
کے نام!

1دیارِخواب

منتظر ہم ہیں شب مہتاب میں
چاند تو اترے کبھی تالاب میں

نیند کی وادی میں جا کر دیکھیے
ہم بھی رہتے ہیں دیار خواب میں

عکسِ کمال

1 دیارِخواب

رقصِ صبا سے آگے کی زرغونے

رقصِ صبا سے شعر و ادب کی دنیا میں اپنی پہچان بنانے والی شاعرہ "زرغونہ خالد زرغونے" اپنے نام کی انفرادیت کی طرح اپنی شعری دنیا کی انفرادیت قائم کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو گئی ہے۔ زرغونے دھیمے مزاج کی میری ایم اے کی اسٹوڈنٹ ہمیشہ سوچوں میں گم صم دکھائی دیتی تھی۔ پتہ نہیں اس کے اندر شاعری کے مدوجزر کب سے طلاطم خیز تھے۔ مگر احساس ہوتا تھا کہ اس طالبہ میں اردو لٹریچر کی شناس دیگر طلبا سے کچھ زیادہ ہے۔ ایک طویل عرصہ اپنے شعری طلاطم کو تخیل میں محفوظ رکھنے کے بعد "رقصِ صبا" کی صورت جلوہ افروز ہوئی اور اپنی پہلی شعری تخلیق کے ساتھ اس قدر پذیرائی حاصل کر لی کہ گورنمنٹ گریجوایٹ کالج بلاک سترہ نے غازی یونیورسٹی کے تحت بی ایس اردو کی کلاسز کے تحقیقی مقالہ جات میں زرغونہ خالد زرغونے کی شعری و ادبی خدمات کے موضوع لکھنے پر مقالہ لکھنے کی اجازت فراہم کر دی۔

اب زرغونہ کا دوسرا شعری مجموعہ "دیارِخواب" سامنے آ گیا ہے جو رقص سے آگے شاید دھمال برپا کرنے کا متلاشی ہے۔ شعر و ادب کی دنیا میں ڈیرہ غازی خان یوں بھی زرخیز علاقہ ہے، کہ یہاں کی بہت سی خواتین نے اپنا نام پیدا کیا ہے۔ اگرچہ زرغونے کا شمار ان سب سے جونیئر کے طور پر ہوتا ہے مگر اپنے شعری آہنگ سے وہ اس خطہ کی نمایاں ترین شاعرہ کا اعزاز پا رہی ہیں۔ غزل اور نظم، دونوں میں طبع آزمائی کرتی ہیں۔ سادہ اور سلیس انداز میں جذبات کا اظہار زرغونے کا خاص ہنر ہے۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار نظم میں اس روانی اور سادگی سے کرتی ہیں کہ جیسے ہم آپس

میں باتیں کرتے ہیں۔ مگر نظم کے پیرائے میں یہ سیدھے سادے، دل نشیں جذبے اور زیادہ دلآویز ہو جاتے ہیں۔ "کب آؤ گے" یہ نظم دیکھیے:

راستہ تکتی میری آنکھیں
پتھر ہوں گی
جب آؤ گے؟
یا میں اپنے سندر جیون کو
ہاروں گی
تب آؤ گے
پھولوں کے سنگ بسنے والے یہ بتلاؤ
کیا تم میرا مان بڑھانے
اور تربت پہ پھول چڑھانے
عین "وصال" کی شب آؤ گے
کب آؤ گے؟

زرغونے کی شاعری میں ایک حیران کن تبدیلی جو مجھے محسوس ہوتی ہے، وہ حسن و عشق کے حسین جذبات کی عکاسی تو کرتی چلی آتی ہے مگر اپنے عہد کے حالات اور سیاسی گھٹن کو بھی وہ پوری طرح محسوس کرنے والی شاعرہ ہے۔ ہماری شاعرات عام طور پر اپنے عہد کے دکھوں سے بے نیاز اپنی دنیا میں کھوئی نظر آتی ہیں۔ مگر زرغونے کا ادراک اور سیاسی شعور بھی شاعری کے لہجے میں ڈھل کر نظم کی صورت سامنے آتا ہے۔ یہ نہایت خوش آئند پہلو ہے۔

غاصبوں کی دنیا ہے
بے لحاظ آنکھیں ہیں
بے رحم سے چہرے ہیں
زوراں کا چلتا ہے

ان کی مانی جاتی ہے
جن کے پاس طاقت ہے
جن کے پاس دولت ہے
جو ہیں ناتواں باقی
بے نوا ہیں وہ سارے
ان کی کون سنتا ہے
نامراد ہوتے ہیں
بے مراد رہتے ہیں

اس ایک نظم کا بغور مطالعہ کیجیے، کتنے سادہ اور سلیس الفاظ میں کتنی دردناک حقیقت بیان کر ڈالی ہے۔ غاصبوں کی دنیا ہے، بے لحاظ آنکھیں ہیں۔ ذرا اپنے اردگرد کے سیاسی ماحول پر نظر ڈالیے تو ہر سو آپ کو غاصب اور بے لحاظ ہی نظر آئیں گے۔

زرغونے کا شاعرانہ دل ہمیشہ فطرت کے حسن کو آشکارا کرتا ہے۔ شاعر کا مظاہرِ فطرت سے لطف اندوز ہونا اس کے شاعر ہونے کی علامت ہے۔ زرغونے کو بھی چاند، چاندنی، ریگستان، دریا، سمندر، پھول اور پرندوں کی آوازیں، آبشاروں کے زمزمے اور دیگر عناصرِ فطرت کا حسن ہمیشہ متاثر کرتا ہے۔ بقول علامہ محمد اقبال:

ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن

زرغونے بھی اسی فطرت کی اسیر شاعرہ ہے۔

آنگن کا ہر پھول لگا ہے مرجھانے
برکھا تو نے دیر لگا دی آنے میں

اس طرح ایک نظم "دل افروز چاند اور چاندنی کے نام" بھی حسنِ فطرت سے شاعرہ کے والہانہ لگاؤ کی عکاس ہے۔ پھر ایک نظم میں جھیل میں کھلے کنول کے حسن کو بڑی مہارت سے اجاگر کیا ہے جس سے قاری خود کو اسی منظر کا حصہ بنانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جس منظر کو شاعرہ شعر یا نظم کے

سانچے میں ڈھالے ہوئے ہے۔

دیارِ خواب 1

مختصر یہ کہ زرغونے کا شعری سفر ابھی جاری ہے۔ اس کے شعری خدوخال مزید نکھرتے سنورتے چلے آرہے ہیں اور ہمارے خطے کی خواتین شاعرات میں زرغونہ خالد زرغونے ایک قدآور نام بن چکا ہے جس کی شاعری میں موضوعات کی یکسانیت نہیں ہے۔ وہ نت نئے موضوعات کو شعرو تخیل کی صورت میں ڈھال کر اپنے منفرد شعری آہنگ کو قائم کر چکی ہے۔

آفتاب حسین سرائی

سابق صدر شعبہ اردو، غازی یونیورسٹی

ڈیرہ غازی خان

دیارِ خواب میں فروکش شاعرہ

زرغونے کا دوسرا مجموعۂ کلام "دیارِ خواب" سامنے آ گیا ہے۔ انھیں اپنے شاعرانہ سفر کی دوسری منزل تک رسائی مبارک ہو۔ اگرچہ وہ زمانۂ طالب علمی ہی سے اس راہ کی مسافر ہیں لیکن جب سے انھوں نے سنجیدگی کے ساتھ اپنے جذبات و احساسات باقاعدہ طور پر اشعار کے روپ میں ڈھالنے شروع کئے، تو وہ عرصہ محض چند برسوں پر ہی محیط ہے۔ اس عرصے میں وہ شاعری کے سمندر کی تہہ میں اتریں اور وہاں سے ایک ایک آبدار موتی نکال کر سامنے رکھنے لگیں۔ اِنھی لعل و گہر میں ان کا اوّلیں مجموعۂ کلام "رقصِ صبا" اور دوسرا تازہ بہ تازہ مجموعہ "دیارِ خواب" شامل ہیں۔ "رقصِ صبا" پہلا مجموعہ ہونے کے باوجود بہت پختہ اور مرصّع شاعری پر مشتمل ہے۔ جس کی اشاعت کے بعد ان کی شخصیت اور شاعری پر بی ایس سی کی ایک طالبہ کا مقالہ بھی سامنے آ چکا ہے۔ نیز مشاہیر شعر و ادب کی جانب سے بھی انھیں بے مثال پذیرائی ملی ہے۔

"دیارِ خواب" میں جمع شاعری کے پس منظر میں ان کے خواب جھانک رہے ہیں، بلکہ بول رہے ہیں اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ ان کی اس نرمل، کومل شاعری کی تمام تر سندرتا ان کی آنکھوں میں بسے اِنھی خوابوں کے کارن ہے۔

نیند مرغوب ہو گئی اب کے
آنکھ سپنوں میں کھو گئی اب کے
رات بھر ساتھ تھی تری خوشبو
وہ جو اِک خواب ہو گئی اب کے

اگر خوابوں کی دنیا سے باہر نکل کر بھی دیکھیں تو زرغونے کا کلام جمالیات کا عطر محسوس ہوتا ہے۔ ان کے اشعار ہمیشہ تازگی، نغمگی اور سرخوشی جیسے عمدہ احساسات سے معمور ملتے ہیں۔ اگرچہ وہ

کسی خاص مقصدیت کو سامنے رکھ کر شعر نہیں کہتیں جس میں اخلاقی اور اصلاحی اسباق اور نویدِ انقلاب دیارِخواب جیسے دقیق موضوعات کی کثرت ہو لیکن وہ ایسی شاعری ضرور کر رہی ہیں کہ ان کا یہ مجموعہ بھی مہکتے مسکراتے اشعار کا گلدستہ، لہراتی بل کھاتی ندی کا بہاؤ، صبح دم پہاڑیوں اور گھاٹیوں سے گزر کر آنے والی صبا کا جھونکا اور دل کے تار چھیڑتا ہوا ساز معلوم پڑتا ہے۔ مجھے ان کا کلام دیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے، میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس قدر دل کش اور دل نشین اشعار کہنے کی صلاحیت بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔

دیارِخواب میں رہتی ہیں جب مری آنکھیں
تو کس طرح سے ہے ممکن کہ خواب نہ دیکھیں

"دیارِخواب" کا منصّۂ شہود پر آنا زرغونہ خالد زرغونے کو بہت بہت مبارک ہو۔ ان کے لیے بہت سی دعائیں اور نیک تمنائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے قلم کی توانائی میں اضافہ فرمائے، ان کی محنت کو ثمر بار کرے اور ان کے فن کو جِلا بخشے۔ آمین

ڈاکٹر محمد ہاشم چشتی

ڈیرہ غازی خان

دیارخواب میں رہتی ہوں!

اپنے ظاہری وجود کے ساتھ زندہ رہنے والے بھی خواب دیکھتے ہیں لیکن انہیں اپنے یہ خواب نیند کی وادی میں اترنے کے بعد دکھائی دیتے ہیں ۔جبکہ میں اپنی باطنی شخصیت سے جڑ کر رہنے کی عادی ہوں لہذا سوتے جاگتے دونوں کیفیات میں خواب دیکھتی ہوں اور میرے یہ خواب بھی ماضی اور حال سے زیادہ آنے والے وقتوں سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں میرے نزدیک میرے خواب کوئی واقعہ نہیں بلکہ میری ہر تمنا، میری امنگ اور میرے ہر آدرش کا عکس جمیل ہوتے ہیں ۔

اٹھو یہ منظرِ شب تاب دیکھنے کے لیے
کہ نیند شرط نہیں خواب دیکھنے کے لیے

میرے خواب ہی میرا سب کچھ ہیں یہ نہ ہوں تو زندگی بے مقصد ہو جائے بچپن میں گڑیوں سے کم، خوابوں سے زیادہ دوستی تھی اور اج تک خوابوں سے کھیلتی ہوں کہ یہی سرمئی سنہرے رنگ برنگے خواب میرے کھلونے ہیں جو میرا من پر چاتے اور دل بہلاتے ہیں

خواب بستے ہیں میری انکھوں میں
اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟

میرے پہلے مجموعہ کلام "رقص صبا کے" بعد اب " دیارخواب" انہی دلکش خوابوں سے مزین شاعری پر مشتمل ہے ۔دونوں کے مابین کم عرصہ ہے اس عرصے میں میری شاعری بھلے معیار کے اعتبار سے بہت بلند نہ ہوئی ہو، تاہم میرا ایک اور خواب دیارخواب کی صورت میں اپنی تعبیر پا گیا ہے جس کی مجھے بہت خوشی ہے ۔

منتظر ہم ہیں شب مہتاب میں
چاند تو اترے کبھی تالاب میں

نیند کی وادی میں آ کر دیکھئے

ہم بھی رہتے ہیں دیارخواب میں

بے شک اس خواب کی تکمیل میں اللہ تعالی کے فضل و کرم، الدین کی دعاؤں اور استاد محترم کی توجہ کا بہت بڑا دخل ہے اگر چہ مجھے اپنے کلام پر بڑی شاعری کا دعوی ہر گز نہیں پر اپنے خوابوں کے پورا ہونے پر بڑا یقین ہے۔ "توقع ہے کہ دیارخواب" کو بھی شاعری سے شغف رکھنے والے قارئین اور محققین کی خاطر خواہ توجہ حاصل ہو جائے گی۔ انشاءاللہ

دیارِخواب میں رہتی ہوں خواب دیکھتی ہوں

خود اپنی انکھ میں کھلتے گلاب دیکھتی ہوں

زرغونہ خالد زرغونے

ڈیرہ غازی خان

بارگاہِ خداوندی میں!

اے مرے رب میرے رحمٰن ورحیم
اول و آخر ہے تو ذات عظیم

کچھ بھی حکمت سے تری باہر نہیں
تو ہے ظاہر تو ہے باطن تو حکیم

اِک تجلی سے ہوا تھا راکھ طُور
تیرا جلوہ سہہ نہ پائے تھے کلیم

بخش دیتا ہے خطائیں سب کی تو
سب کی خاطر تو ہے توّاب ورحیم

تجھ سے پوشیدہ نہیں کچھ بھی یہاں
یابصیرُ ، یاخبیرُ ، یا علیم

دیارِ خواب 1

ہیچ ہیں حکمت تری کے سامنے
اس جہاں کے سارے دانا اور حکیم

رکھ مجھے وابستہ اپنے دین سے
جس طرح ہے ساتھ کعبے کے حطیم

تیری زرغونے کا دل ہے گھر تیرا
تو ہمیشہ ہی سے ہے اس میں مقیم

بارگاہِ رسالتؐ میں

الصلوٰۃ السّلام اَے شانِ قدرت ، السّلام
رحمۃ اللعالمیں ، بارانِ رحمت السّلام

السّلام اَے ابنِ عبداللہ و لعلِ آمنہؓ
السّلام اے مہ لقا و خوب سیرت السّلام

السّلام اَے طاہر و اطہر، مرے پیارے حضور!
السّلام اے پاک طینت، پاک فطرت السّلام

السّلام اَے باعثِ تخلیقِ کُل ، مقصودِ کُل
السّلام اَے جانِ عالم، جانِ خلقت السّلام

السّلام اَے تاجدارِ انبیاء، ختم الرسلؐ
السّلام اَے صاحبِ معراج و عظمت السّلام

السّلام اَے بے سہاروں، بے کسوں کے دستگیر
السّلام اَے مرکزِ ایثار و برکت السّلام

تیری چوکھٹ پہ ہے تیری باندی، زرغونے کھڑی
اور کہتی ہے بصد عجزِ نہایت السّلام

بارگاہِ رسالتؐ میں

وہ سب سے اعلیٰ، وہ سب سے برتر درُود اُن پر سلام انؐ پر
وہ میرے آقاؐ، وہ میرے رہبر، درُود اُن پر سلام انؐ پر

وہ انبیاء کے امام بھی ہیں، وہ خاص خیر الانام بھی ہیں
وہی تو ہیں دو جہاں کے سرور درُود اُن پر سلام انؐ پر

اُنہی کی رحمت سے ہوگی بخشش، وہی وسیلہ ہیں مغفرت کا
وہ ہوں گے شافعِ روزِ محشر درُود اُن پر سلام انؐ پر

جہاں میں ان کا نہیں تھا سایہ، تھے اپ پاکیزگی کا چشمہ
وہ طاہر و اطہر و مطہر، درُود اُن پر سلام انؐ پر

میں حال زرغونے اپنے دل کا میں سارے دکھ درد اپنے من کے
کہوں گی اُن سے مدینے جا کر درُود اُن پر سلام انؐ پر

بارگاہِ رسالتؐ میں

مرے لب پہ آقا کا نام آ گیا ہے
تو جنت سے کوثر کا جام آ گیا ہے

کیا جونہی ذکرِ محمدؐ زباں نے
تو سیلِ درود و سلام آ گیا ہے

ہُوئی دور اس گھر سے جو تھی مصیبت
جہاں ذکرِ خیر الانام آ گیا ہے

کہا انبیاء نے یہ معراج کی شب
وہ دیکھو ! ہمارا امام آ گیا ہے

وہ دن، جب ہوئی میرے آقا کی آمد
وہ دن واجب الاحترام آ گیا ہے

یتیموں کے والی کی ہوگی حکومت
خدا کی طرف سے پیام آ گیا ہے

منور جو رکھے گا دل تا قیامت
وہی چاند بالائے بام آ گیا ہے

میری شاعری پر کرم ہو رہا ہے
میرے ذوق پر بھی دوام آ گیا ہے

محمدؐ کے سجدے نے امت بچالی
وسیلہ یہ زرغونے کام آگیا ہے

بارگاہِ رسالتؐ میں

مرحبا آپؐ کی آمد کا مہینہ آیا
گویا پھر ہاتھ سعادت کا خزینہ آیا

منہ کے بل گر گئے پتھر کے خدا تھے جتنے
کفر اور شرک کے ماتھے پہ پسینہ آیا

معصیت اور جہالت سے ملی سب کو نجات
نوعِ انسان کو جینے کا قرینہ آیا

اوج پر عظمتِ انساں کو جو لے جاتا ہے
مالکِ کُل کی طرف سے وہی زینہ آیا

بحرِ عصیاں کے بھنور میں سے بچانے سب کو
میرے آقاؐ، مرے مولا کا سفینہ آیا

لب پہ زرغو نے سجا آج درود اور سلام
مرحبا! مرحبا! سلطانِ مدینہ آیا

بارگاہِ رسالتؐ میں

خطا کار ہوں، ہر خطا بخش دیجے
بہت بے کلی ہے، شفا بخش دیجے

مجھے سبز گنبد کا سایہ عطا ہو
مجھے رحمتوں کی رِدا بخش دیجے

جو مقبول ہو میرے حق میں ہمیشہ
مجھے ایسا حرفِ دعا بخش دیجے

مدینے کی گلیوں سے جو ہو کے آئے
مہکتی ہوئی وہ صبا بخش دیجے

تمنا یہ ہے آپؐ کی ہو زیارت
بس اب اپنے رخ کی ضیا بخش دیجے

مجھے اپنے در پہ بلا لیجے آقاؐ !
مدینے کی مجھ کو فضا بخش دیجے

کرے آپؐ کی مدح زرغونے ہر دم
اسے آپؐ ذوقِ ثنا بخش دیجے

بارگاہِ رسالتؐ میں

محمدؐ کی ثنا خوانی کروں گی
مدح اُن کی میں دیوانی کروں گی

اُنھی کے اِذن سے کہہ لوں گی نعتیں
درودوں کی فراوانی کروں گی

منور سب کے دل ہو جائیں گے پھر
میں جب بھی ذکرِ لاثانی کروں گی

مجھے خدمت عطا ہو ڈیوڑھی کی
میں آنحضرتؐ کی دربانی کروں گی

رضا اُنؐ کی جہاں پاؤں گی ، پہلے
وہاں خم اپنی پیشانی کروں گی

میں اُنؐ کے ذکر سے زرغونے دل میں
فروزاں نورِ ایمانی کروں گی

بارگاہِ رسالتؐ میں

ثنائے مصطفیؐ کرتی رہوں گی
محمدؐ سے وفا کرتی رہوں گی

میں آقاؐ کی ثنا کا فرض ہر دم
بصدقِ دل ادا کرتی رہوں گی

وہ داتا ہیں، عطا کرتے رہیں گے
میں اُنؐ سے التجا کرتی رہوں گی

جو گستاخِ محمدؐ ہیں ، میں ان کی
مذمت برملا کرتی رہوں گی

میں ناموسِ محمدؐ کے تحفظ
پہ اپنی جاں فدا کرتی رہوں گی

ہو زرغونے کرم اُنؐ کا ہمیشہ
خدا سے یہ دعا کرتی رہوں گی

دیارِ خواب 1

بارگاہِ امامِؑ عالی مقام میں!

امامؑ! آپ کو دل سے سلام کرتی ہوں
قسم خدا کی بہت احترام کرتی ہوں

زباں پہ آپ کا ہی نام رہتا ہے پل پل
یوں ذکر آپؑ کا میں صبح و شام کرتی ہوں

غمِ حسینؑ کے زیر اثر جو رہتی ہوں
تو ہر خوشی کو میں خود پر حرام کرتی ہوں

میں دھڑکنوں میں سدا رکھتی ہوں بپا ماتم
یہ اہتمام میں بالالتزام کرتی ہوں

حضور! آپ کے اصغرؑ کی پیاس کے صدقے
سبیلِ آب کو ہر روز عام کرتی ہوں

دیارِ خواب 1

عمیق غم کے سمندر میں ڈوب جاتی ہوں
میں جب تصورِ اہلِ خیام کرتی ہوں

میں توڑتی ہوں قلم آج اپنا زرغونے
اسی پہ درد کا قصہ تمام کرتی ہوں

کربلا والوں کا غم!

سانحہ دنیا میں اس جیسا ہوا کوئی نہیں
کربلا والوں کے غم سے بڑا کوئی نہیں

ہے شہادت اِک عبادت ربِ اکبر کی بجا
وقت آ پہنچے تو پھر اس کی قضا کوئی نہیں

تشنگی بالی سکینہؑ اور اصغر سی کہاں
ان کے جیسا دشت میں پیاسا رہا کوئی نہیں

جاں نثاری اور وفاداری کے ہر معیار پر
حضرتِ عباسؑ جیسا باوفا کوئی نہیں

شاہ نے جانے کی رخصت دی ہے گل کر کے چراغ
چھوڑ کر لیکن اندھیرے میں گیا کوئی نہیں

پڑھ رہے ہیں سب نبیؐ کی آلؑ پر دل سے درود
نام لیوا دشمنِ دیں کا بچا کوئی نہیں

چادرِ زینب کا سایہ سر پہ زر غونے رہے
اس سے اچھی اور دنیا میں دعا کوئی نہیں

○●●●○

بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے حضور!

کوفہ تا شام فاصلہ ہے بہت
اس پہ دشوار راستہ ہے بہت

دشمنوں میں بھری عداوت ہے
بنتِ حیدرؑ میں حوصلہ ہے بہت

ضبط اور صبر کے جواب میں واں
جبرِ پیہم کا سلسلہ ہے بہت

اہلِ عالم کی تربیت کے لیے
مختصر سا یہ قافلہ ہے بہت

حق پہ مبنی خطابِ زینبؑ میں
جوش کے ساتھ ولولہ ہے بہت

چھا گیا ہے خطاب زینبؑ کا
بیچ دربار زلزلہ ہے بہت

پیکرِ عزم گویا زرغونے
وقتِ غربت میں سیدہ ہے بہت

○●●●○

آپ تک لایا دِلِ ناکام ہے
ٹھہریے! پھر آپ سے اِک کام ہے

اِن جھُکی آنکھوں کو پڑھ لیجے کبھی
اِن میں اِک خاموش سا پیغام ہے

مر گئی ہے، پھر تمنا اِک نئی
دِل کی دنیا میں بپا کُہرام ہے

جتنا چاہا، تم نہ مل پائے کبھی
تیری چاہت بھی خیالِ خام ہے

زندگی بے داغ سا زرقون ہے
کوئی تہمت ہے، نہ کچھ اِلزام ہے

سچ ہے زرغونے تمھارے بن مری
زندگی بے کیف ہے، بے نام ہے

چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا
دیکھ! ہو جائے گا نگر تنہا

لوگ تھک ہار کر پلٹتے گئے
ہم نے جاری رکھا سفر تنہا

ساری دنیا بھلا چکی ہے مجھے
تو نہیں ایک بے خبر، تنہا

زندگی کو گزارنا ہی تو ہے
کر ہی لیں گے اسے بسر تنہا

چپ سا بیٹھا ہے، چہچہاتا نہیں
اِک پرندہ ہے شاخ پر تنہا

1 دیارِ خواب

جو بھی تھی چہل پہل، تجھ سے تھی
آج لگتی ہے رہ گزر تنہا

میں جو ہوتی تھی رونق خانہ
آج بیٹھی ہوئی ہوں گھر تنہا

چاند زرغونے آج گم ہے کہیں
تم بھی ٹھہرو نہ بام پر تنہا

○●●●○

جو بھی آیا، روند ڈالا آپ نے
دِل ہمارا بھی نہ دیکھا آپ نے
دل تو زرغونے تھا کچھ کچھ سخت جاں
آئینے پر پاؤں رکھا آپ نے

دن ڈھلتے ہی رُت مستانی ہو جاتی ہے
ساتھ تمھارے شام مستانی ہو جاتی ہے

خوشبو اندھا دھند لٹاتی ہے شب بھر
پاگل جیسے رات کی رانی ہو جاتی ہے

رفتہ رفتہ ہجر کا غم مٹ جاتا ہے
دھیرے دھیرے بات پرانی ہو جاتی ہے

اپنے جذبے ارزاں جانے جاتے ہیں
اُن کی جانب اور گرانی ہو جاتی ہے

دیر تلک جب نیند نہ آئے زرغونے
ایک غزل یا ایک کہانی ہو جاتی ہے

آپ کے التفات نے ایسا کمال کر دیا
دِل کے نگر سے دور سب رنج و ملال کر دیا

غم کی گھٹا بھی چھٹ گئی، کایا مری پلٹ گئی
غم کو ترے خیال نے خواب و خیال کر دیا

لائی ہوا ان کی یاد کو خوشبو کے ساتھ ساتھ پھر
تو نے بہت بڑا کرم بادِ شمال کر دیا

آنکھوں کو خواب دے دیا، من میں دیا جلا دیا
پھر سے اُمیدِ وصل کو دِل میں بحال کر دیا

پوچھا جو اہلِ درد سے کیا ہے سبب ملال کا
دے نہ سکے جواب تو الٹا سوال کر دیا

زرغو نے جب کیا طلب تُو نے تو پھر بلا جھجھک
ہم نے یہ اپنا دِل وہیں تجھ کو نکال کر دیا

ہم ہیں جاں تجھ پہ وارنے والے
تیرا صدقہ اتارنے والے

ہر گھڑی جان سے گزرتے ہیں
زندگی کو گزارنے والے

تعزیت کے لیے بھی آتے ہیں
اپنے ہاتھوں سے مارنے والے

پا ہی لیتے ہیں اپنے خالق کو
صدقِ دِل سے پکارنے والے

کھو گئے ہیں وہ دردمند کہاں
بوجھ غم کا اتارنے والے

ہم ہیں زرغو نے اپنے ہی دِل کو
تیرے قدموں میں ہارنے والے

مل گیا ہے وہ مجھے، پہلے جسے سوچا نہ تھا
دِل میں وہ رہنے لگا، جس کو کبھی دیکھا نہ تھا

عشق ہو گا اس قدر شیریں، نہ تھی اس کی خبر
کچھ نہ تھا معلوم، جب تک ذائقہ چکھا نہ تھا

کیوں گلے کا ہار ہو کر بھی اذیت ناک تھا
عمر بھر چبھتا رہا، حالانکہ وہ کانٹا نہ تھا

اس قدر میں ٹوٹ کر پہلے کبھی روئی نہ تھی
اس طرح کاجل مرا پہلے کبھی بکھرا نہ تھا

اس گلی تک لے گئی مجھ کو مری دیوانگی
جس گلی میں مجھ سے پہلے اس کا بھی چرچا نہ تھا

میری آنکھوں نے بہت روکا، مگر وہ چل دیا
کیسے رکتا جو اشاروں کی زباں سمجھا نہ تھا

جاگتی آنکھوں سے دیکھا جب بھی دیکھا تھا اسے
وہ حقیقت ہی تھا، زرغونے کوئی سپنا نہ تھا

○●●●○

رقص بارش میں بھی ہوتا ہی رہا
بھیگ کر پازیب بجتی ہی رہی

❁

ہم نے کی جتنی شاعری اب کے
آپ نے کر دی ان سنی ، اب کے

خواب آنکھوں سے ہو گئے رخصت
نیند آنکھوں میں گم ہوئی اب کے

تم بھی بدلے ہوئے سے لگتے ہو
میں بھی ویسی نہیں رہی اب کے

لوگ قسمیں اٹھا رہے ہیں یوں
سچ کی قیمت میں ہو کمی اب کے

رات چپکے سے بیت جائے گی
اس کی رونق نہیں بڑھی اب کے

وہ جو دنیا خرید لیتے تھے
آبرو اُن کی بِک گئی اب کے

اُس کی جانب نہ دیکھا زرغو نے
چپکے سے میں گزر گئی اب کے

○●●●○

خواب جیتے ہیں میری آنکھوں میں
اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے

دل کا دروازہ کھلا ہو جیسے
آ کے ٹکرائی، صبا ہو جیسے

بعد مدت کے اچانک تو نے
پھر مرا نام لیا ہو جیسے

خود کو لگتی ہوں ایسے میں خالی
دِل نہ پہلو میں رہا ہو جیسے

پھر تری یاد نہیں آئی کبھی
تو مجھے بھول گیا ہو جیسے

مجھ کو لٹنے پہ یہ محسوس ہوا
کہ مجھے کچھ نہ ہوا ہو جیسے

آج لگتا ہے یہ زرغونے مجھے
نیند آنکھوں سے خفا ہو جیسے

قبائے گل کو بھی جس جس نے تار تار کیا
تو اس نے دامنِ فطرت کو داغدار کیا

مسَل کے پھول جو صحنِ چمن سے نکلے ہیں
اُنہی کے جرم نے خود اُن کو شرمسار کیا

زمانے والے وفا کو بھی جرم کہنے لگے
یہی وہ جرم ہے جو ہم نے بار بار کیا

جنھیں بھلانے میں ہم کو کئی زمانے لگے
انھی کی یاد نے پھر آج بے قرار کیا

تمھارا ساتھ میسر نہیں رہا ہے ہمیں
سو! ہم نے گوشہ نشینی کو اختیار کیا

تمھاری یاد نے زرغونے میری آنکھوں کو
ڈبو ڈبو کے اداسی میں اشک بار کیا

کیا ملا جی کے اِس زمانے میں
عمر گزری فریب کھانے میں

یاد جلدی میں دکھ جو آئے ہیں
وقت لگ جائے گا بھلانے میں

تاک میں برق جس کی رہتی ہے
ہم ہیں تنہا اُس آشیانے میں

آپ تو چن رہے تھے سب خوشیاں
ہم تھے مصروف دکھ اٹھانے میں

دل پہ جو بھی قیامتیں گزریں
فائدہ کیا اسے بتانے میں

تم حقیقت سے موڑ کر آنکھیں
رنگ بھرتے رہے فسانے میں

وقت کافی لگا ہے زرغونے
اپنے دل پر قدم جمانے میں

○●●●○

دِل کے آنگن میں بھی آثار ہیں تبدیلی کے
اچھا موسم ترے آنے کی خبر ہو جیسے

نیند مرغوب ہوگئی اب کے
آنکھ سپنوں میں کھوگئی اب کے

تم بھی صدیوں کے بعد لوٹے ہو
حشر تک میں بھی سوگئی اب کے

رات بھر ساتھ تھی تری خوشبو
وہ جو اِک خواب ہوگئی اب کے

لوگ قسمیں اٹھاتے ہیں کیونکر
ساکھ کیا ان کی کھوگئی اب کے

جو نہ دیتے تھے احترام کبھی
اُن کی توقیر تو گئی اب کے

پھر نہ آئے گی میری یاد تمھیں
روٹھ کر تجھ سے جو گئی اب کے

رات ، زرغونے ، چھوڑ کر تنہا
جانے کس سمت کو گئی اب کے

○●●●○

ترے بغیر دسمبر کی شام ہے ایسے
اجاڑ گھر میں ہمارا قیام ہے جیسے

تری یادوں سے گو فرصت نہیں ہے
مگر یہ باعثِ حیرت نہیں ہے

لگی ہے بھیڑ یادوں کی مسلسل
کہ اِک لمحے کی بھی خلوت نہیں ہے

ترے خوابوں کے بن سونے کی ہم کو
یقیں مانو! کہ اب عادت نہیں ہے

حیا اقرار میں مانع ہے بے شک
مگر انکار کی طاقت نہیں ہے

دگرگوں ہو رہی ہے دل کی حالت
کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے

ملامت کرنے والے جان لیں یہ
محبت موردِ تہمت نہیں ہے

اگر ہر سال گرنا ہے گھروندا
تو پھر تعمیر کی حسرت نہیں ہے

دکھا کے سب کو پھر امداد کرنا
فقط تشہیر ہے، خدمت نہیں ہے

بھلا تو دیں انھیں زر غونے، لیکن
بھلانے کی مگر ہمت نہیں ہے

○●●●○

تجھے کیا ملے گا کرید کر، یہاں ایک رنگ ہے راکھ کا
مجھے موسموں نے جلا دیا، مرے پاس تازہ گلاب تھے

دیارِ خواب 1

کہنے کو ، کچھ عجب نہیں ہوتا
جور ہم پہ ، یہ کب نہیں ہوتا

وقت ، پہلے جو مہرباں تھا بہت
ہم سے راضی وہ اب نہیں ہوتا

ہم تو ان کی بھی سنتے ہیں کہ جنھیں
بات کرنے کا ڈھب نہیں ہوتا

بات کرتا نہیں تمیز سے جو
وہ بشر باادب نہیں ہوتا

اپنی محفل اداس محفل ہے
اس میں رنگِ طرب نہیں ہوتا

آپ کی بارگاہ میں اکثر
کون ہے جو طلب نہیں ہوتا

آج کچھ تو ہوا ہے زرغونے
رنج یوں بے سبب نہیں ہوتا

○●●●○

آنگن کا ہر پھول لگا ہے مرجھانے
برکھا تونے دیر لگا دی آنے میں

دیارِ خواب 1

کہنے کو اِک جہاں ہے، یہ دنیا کہیں جسے
ہے اس میں ایسا کون کہ اپنا کہیں جسے

جب زندگی سزا کی طرح کٹ رہی ہوں یاں
تو موت سے برا ہے وہ، جینا کہیں جسے

تنکے بھی میرے گھر کے بہا کر وہ لے گیا
دریا، کہ لوگ دل کا بھی دریا کہیں جسے

اُس کے فریب تک تو مجھے پیاس لے گئی
وہ گرم ریگ زار کہ صحرا کہیں جسے

ہم نے تو اس کو دل سے حقیقت سمجھ لیا
اپنی زباں میں آپ بھی سپنا کہیں جسے

کل، آئے گی نہیں تو وفا کیسے ہو گا یہ
یہ تیرا عہد، وعدۂ فردا کہیں جسے

زرغو نے سامنے ہے نظر کے وہی سراب
اِک وہم ہے، یا آنکھ کا دھوکا کہیں جسے

○●●●○

تو اگر رنگ نہ بدلے کبھی اپنا ہمدم
میں ترے رنگ میں رنگ جاؤں ہمیشہ کے لیے

کوئی وظیفہ نہیں اس کو ٹالنے کے لیے
یہ عشق ہوتا ہے بس دل میں پالنے کے لیے

سفر میں پاؤں ہیں جن کے سبب فگار اپنے
نہیں ہے وقت وہ کانٹے نکالنے کے لیے

ہمارے دامن دل میں وہ ڈال دیجے ضرور
بچا ہو کچھ بھی اگر اس میں ڈالنے کے لیے

تمھارا ایک نظر دیکھنا بھی کافی ہے
ہمارے روپ کی ضَو کو اجالنے کے لے

دھڑک رہا ہے بہت زور سے یہ پاگل دل
اب آ بھی جاؤ ! اسے پھر سنبھالنے کے لیے

تمھارے سانچے میں اِک روز ڈھل تو جاؤں گی
لگے گا وقت مگر خود کو ڈھالنے کے لیے

قسمت کا لکھا ہاتھ پہ تحریر نہیں ہے
گھٹ گھٹ کے جئے جانا بھی تقدیر نہیں ہے

اِک عرصہ گرفتارِ مروت رکھا جس نے
صد شکر کہ پیروں میں وہ زنجیر نہیں ہے

تم لے گئے جاتے ہوئے ہر ایک نشانی
بہلانے کو دِل کے تیری تصویر نہیں ہے

کچھ بھی تو افاقہ نہیں بیمار کو اس سے
نسخہ جو لکھا آپ نے، اکسیر نہیں ہے

تاخیر سے آنے کا سبب پوچھا تو فوراً
کہنے لگے کچھ باعثِ تاخیر نہیں ہے

دیارِ خواب

دِل میرا بنا سکتے ہو تم جس سے نشانہ
ترکش میں ترے ایسا کوئی تیر نہیں ہے

تقریر وہ کر لیتے ہیں پر جوش مگر، اب
الفاظ میں زرغونے وہ تاثیر نہیں ہے

○●●●○

دل سے تمھاری دید کی حسرت نہ جا سکی
آنکھوں میں انتظار کا موسم ٹھہر گیا

ایک سندر سی شام ہو جائے
اور وہ تیرے نام ہو جائے

آنکھ کھولوں تو سامنے روشن
پھر وہ ماہِ تمام ہو جائے

تتلیاں دن میں ، رات میں جگنو
ایسا کچھ اہتمام ہو جائے

دو دِلوں کا حسین موسم میں
مستقل انضمام ہو جائے

پھر نہ ٹوٹے فراق کی آفت
پھر نہ جینا حرام ہو جائے

غم کی گھاٹی کا خوف ناک سفر
پیار میں چند گام ہو جائے

پھر ملے تیری گفتگو میں مٹھاس
کاش ! تو ہم کلام ہو جائے

اَک دوجے کے عین پیشِ نظر
باہمی احترام ہو جائے

یہ محبت جہاں میں زرغونے
ہے تمنا کہ عام ہو جائے

○●●●○

کس ناز سے رکھا ہے شیشے پہ قدم تو نے
انداز نزاکت کا ، ہر گز ہی نہیں چھوٹا
کیا سبک خرامی ہے، زرغونے تمھاری بھی
پاؤں بھی سلامت ہیں، شیشہ بھی نہیں ٹوٹا

مجبتوں کی کماں کے رخ پہ، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے
ہوئے جو گھائل یہ تیر کھا کر، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے

خلا میں تکتے جو یونہی دن بھر، کبھی وہ تم تھے، ، کبھی وہ ہم تھے
کریدتے تھے جو راکھ شب بھر، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے

وہ تیز کافی کی بھینی خوشبو، وہ گرم مگ کی تپش کا جادو
فدا رہے جان و دل سے جس پر، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے

الاؤ کے گرد بیٹھ کر وہ حرارتوں کو سمیٹ لینا
دھواں تھا کرتا جنھیں معطر، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے

اچانک اِک دوسرے کو زرغونے سامنے اپنے دیکھ کر یوں
جو رہ گئے تھے وہیں پہ ششدر، کبھی وہ تم تھے، کبھی وہ ہم تھے

○●●●○

ستم گر کا ستم سہنا نہیں ہے
ہمیں اس شہر میں رہنا نہیں ہے

لگی ہے بھیڑ چاروں سمت اپنے
مگر اس میں کوئی اپنا نہیں ہے

جرح مت کیجئے صاحب! کہ ہم نے
اب اپنے حق میں کچھ کہنا نہیں ہے

بڑی مدت سے ہیں بے خواب آنکھیں
کوئی من موہنا سپنا نہیں ہے

اگر زِندہ کرو تو جیسے دنیا
مجھے بارِ دگر مرنا نہیں ہے

مٹا دیجے ہمیں زرغونے دل سے
ہمارا ذکر جب کرنا نہیں ہے

○●●●○

چاند چمکا تھا، مگر صحن میں اترا کب تھا
دل میں ارمان جو مچلا تھا وہ نکلا کب تھا

کس طرح آپ نے آنکھوں سے ملا لیں آنکھیں
ہم کو تو یاد نہیں آپ کو دیکھا کب تھا

رک گیا ہے تو وہ مرضی سے رکا ہوگا یہاں
ہم نے جاتے ہوئے اس شخص کو روکا کب تھا

لوگ جس شخص کی قسموں پہ یقیں کرتے رہے
اب وہی کہتے ہیں وہ قول کا سچا کب تھا

کیوں اسے اب ہے گلہ ہم سے بدل جانے کا
اس نے خود دل سے ہمیں ٹوٹ کے چاہا کب تھا

پیاس کے مارے بڑھے جس کی طرف زرغونے
ایک صحرا تھا، حقیقت میں وہ دریا کب تھا

٭

دِل کو غم سے آشنا ہونا ہی تھا
حادثہ یہ رونما ہونا ہی تھا

آ کے رہنا تھی دکھوں پہ جب بہار
زخم دل کا بھی ہرا ہونا ہی تھا

ہم نے جس پتھر کو بخشے خال و خد
پھر اُسی بت نے خدا ہونا ہی تھا

راہ سے چلتے جو ملا تھا اجنبی
اس نے آخر کو جدا ہونا ہی تھا

دیکھ کر دو دل دھڑکتے ایک ساتھ
ساری دنیا کو خفا ہونا ہی تھا

جسم کے پنجرے کو اک دن توڑ کر
روح کو بھی تو رِہا ہونا ہی تھا

ہٹ گئی جب سے تری نظرِ کرم
روگ اپنا لادوا ہونا ہی تھا

بولنا تھا کس نے میرے حق میں یاں
سب نے تیرا ہمنوا ہونا ہی تھا

جونہی کھل جانی تھی زرغونے زباں
ذکر تیرا برملا ہونا ہی تھا

○●●●○

ہے یقیں زرغونے اب کی بار بھی
کھر کے اس پار، وہ مل جائے گا

۞

یہ وقت جیسا بھی ہے، اب گزارنا ہوگا
دکھوں کے بوجھ کو مل کر سہارنا ہوگا

سنا فسانۂ دِل کیونکہ آخرش تجھ کو
کبھی تو بوجھ یہ سر سے اتارنا ہوگا

ہٹانے ہوں گے جو سر پہ مہیب سائے ہیں
رخِ حیات کو پھر سے نکھارنا ہوگا

مدد کرے گا وہی، جو نصیر ہے سب کا
اسی کو دِل کی زباں سے پکارنا ہوگا

تباہ جس نے کیا دل کا آئینہ خانہ
اسی کو شیشے میں اپنے اتارنا ہوگا

یہ عشق مشک ہے زرغو نے احتیاط سے کر
نہیں یہ شیخی کہ جس کو بگھارنا ہوگا

○●●●○

✿

ختم ہوتا سفر نہیں لگتا
راستہ مختصر نہیں لگتا

سب کے لب پر ہے اپنا افسانہ
کوئی بھی بے خبر نہیں لگتا

عشق کو کھیل جو سمجھتے ہیں
کیوں انھیں اس سے ڈر نہیں لگتا

گھر تو اپنی جگہ پہ قائم ہے
پہلے جیسا مگر نہیں لگتا

سب ہیں اپنے مفاد کے قیدی
کوئی بھی معتبر نہیں لگتا

لاکھ چاہا کہ دل بہل جائے
دل کہیں بھی مگر نہیں لگتا

چھپ کے روتا ہے کیوں وہ، زرغونے
کچھ ہمارا وہ گر، نہیں لگتا

○●●●○

ٹوٹنے سے نہ بچ سکا یہ دل
ڈوبنے سے مگر بچا لیجے

ہم نے تو کوئی خواب مسلسل نہیں دیکھا
دیکھا ہے مگر جب بھی مکمل نہیں دیکھا

یہ دِل، کہ ترے ہجر میں رویا نہ ہو جس میں
اس عمر میں ہم نے وہ کوئی پل نہیں دیکھا

چھپ چھپ کے بہاتے رہے ہم آنکھ سے آنسو
لوگوں نے تری یاد کا جل تھل نہیں دیکھا

اِک لمحہ مری عمر میں آیا نہیں ایسا
پیشانی پہ جب آپ کی اِک بل نہیں دیکھا

رہتی ہے بپا اس میں تری یاد کی ہلچل
اس دل سا ترے پیار میں پاگل نہیں دیکھا

دیوار بہت اونچی ہے مابین ہمارے
تجھ کو تو کبھی آنکھ سے اوجھل نہیں دیکھا

با معنی ہیں زرغونے سب اشعار تمھارے
اِک مصرع بھی دیوان میں مہمل نہیں دیکھا

○●●●○

چمن سے گزرے تو رنگِ چمن عجب دیکھا
ہر ایک پھول میں، پتے میں عکس تیرا تھا

یہ پیار سرسری نہیں
فقط یہ دلبری نہیں

یہ صرف دل لگی نہیں !
یہ عشق ظاہری نہیں

پکار ہے یہ روح کی
فقط یہ شاعری نہیں

ہے بادشاہ دِل مرا
وزیر ، منتری نہیں

تمھیں بھی جیت کر ہمیں
تمھیں پہ برتری نہیں

دیارِ خواب 1

ہے چشم دید ماجرا
خبر یا مخبری نہیں

کرے جو طے وصال کو
یہاں وہ جنتری نہیں

گو آس من کی بجھ گئی
مگر ابھی مری نہیں

ہے دِل کا زخم جوں کا توں
ہوئی رفو گری نہیں

یہ بندگی ہے بے مزا
جو بندہ پروری نہیں

جو لہلہاتی تھی کبھی
وہ شاخ اب ہری نہیں

زرغو نے ان کا وار یہ
یقیناً آخری نہیں

○●●●○

دیارِ خواب 1

✵

دِل کی دھڑکن تیری ہم آواز ہے
یہ تری نظروں کا ہی اعجاز ہے

من کے ساگر میں تلاطم ہے بپا
یہ ابھی تو پیار کا آغاز ہے

آپ کے دِل پر حکومت مل گئی
یہ مری خاطر بڑا اعزاز ہے

اِک تصور ہے تمھارا ساتھ ساتھ
جو مرا ہمدم، مرا دمساز ہے

ہم تمھارے دوش پر اڑتے رہیں
تو ہماری سوچ کی پرواز ہے

دیر تک کرتی ہوں اس سے گفتگو
میرا دل ہی اب مرا ہم راز ہے

ہولے ہولے خود بخود کھلتا ہے یہ
عشق میں پوشیدہ جو اک راز ہے

جو تصور میں ترے میں نے کہا
شعر زرغونے وہی ممتاز ہے

○●●●○

جاتے جاتے جانے تو کیا کہہ گیا!
اک سوال آنکھوں میں باقی رہ گیا

1دیارِ خواب

ہجر کو جب وصل کی پوشاک پہناؤ گے تم
دیوتا اہلِ محبت کے بھی کہلاؤ گے تم

میں تری تائید میں ڈٹ کر کھڑی ہو جاؤں گی
میری خاطر جب زمانے بھر سے ٹکراؤ گے تم

کب تلک مجھ کو تذبذب میں رکھو گے مبتلا
کب تلک یوں الجھنوں میں اور الجھاؤ گے تم

کیوں نہ پھر لوٹو گے تم اِک بار میرے شہر میں
یہ کرم بارِ دِگر پھر کیوں نہ فرماؤ گے تم

کیا محبت کی خطا میں تیرا کچھ حصہ نہیں
کیا سزاوارِ خطا بھی مجھ کو ٹھہراؤ گے تم

اس یقیں کے ساتھ زرغو نے بڑھایا ہے قدم
ہجر کے دریا کے پھر اس پار مل جاؤ گے تم

وہ ہنستے ہوئے دن اور مسکاتی گاتی سی بھیدوں بھری چاندراتیں کہاں ہیں
وہ بچپن، لڑکپن کی شوخی شرارت سے بھرپور صبحیں، وہ شامیں کہاں ہیں

ہیں ویسے سہانے یہ لمحے سفر کے، یہ پل پل بدلتے انوکھے مناظر
مگر راہ تکتی وہ پہروں ہمارا، وہ بے چین پیاسی نگاہیں کہاں ہیں

کہاں ہیں ترے خال وخد جانِ جاناں، کہاں کھو گیا چاند چہرا وہ تیرا
دھڑکتا ہوا تیرا بیتاب دل اور دلکش سی وہ تیری آنکھیں کہاں ہیں

کہاں پر ہے سکھیوں کا وہ جھنڈ سارا، کہاں گم ہوئے قہقہے دوستوں کے
وہ قصے کہانی، وہ افسانے، گانے، وہ رازوں بھری سب کی باتیں کہاں ہیں

وہ ہنسی کی لَے، وہ سریلی رسیلی سی دل میں اترتی ہوئی شوخ تانیں
وہ پیڑوں کی چھاؤں تلے گاؤں کو جاتی بل کھاتی اٹھلاتی راہیں کہاں ہیں

وہ آغازِ شعر و سخن کا زمانہ، وہ جذبات سے پُر ادھورے سے مصرعے
وہ ناپختہ اشعار پر مبنی تھیں جو وہ بے جوڑ سی اپنی غزلیں کہاں ہیں

کہاں کھو گئے ان کے امید افزا، وہ زرغونے، سارے کے سارے دلاسے
قیامت تلک ساتھ رہنے کے سب عہد و پیمان سارے، وہ قسمیں کہاں ہیں

○●●●○

موسم میں بدلاؤ آیا ، بادل گھِر گھِر آئے
ٹھنڈی ٹھار ہوا چلنے سے جان میں جان آئی ہے

وہی ہے سامنے سب کچھ وہی منظر نہیں بدلا
یہ موسم آج بھی اپنا کوئی تیور نہیں بدلا

وہی بوسیدگی اپنی ، وہی لاچارگی اپنی
الجھ کر رہ گئے جس میں ، وہی چکر نہیں بدلا

اگرچہ سال بدلا ہے، مگر دن رات ویسے ہیں
سپہ سالار بدلا ہے ، مگر لشکر نہیں بدلا

وہی پھر خوف لاحق ہے، اسی دہشت کا عالم ہے
تھا جو بھی جاں گزیں دل میں، وہ اب تک ڈر نہیں بدلا

چلے آؤ وہیں ہیں ہم، جہاں رہتے تھے برسوں سے
تمہاری آس پر ہم نے وہ اپنا گھر نہیں بدلا

جسے جھکنا یا خم ہونا کسی صورت نہیں آتا
خدا کا شکر ہے، ہم نے وہ، اپنا سر نہیں بدلا

جسے پڑھ پڑھ کے دم کرتے تھے دِل تسخیر کرنے کو
تری میٹھی زباں نے بھی ابھی منتر نہیں بدلا

بدل ڈالی ہے زر غو نے وہ، خوئے دِلبری اس نے
مگر اس کا وہ پیراہن، وہی پیکر نہیں بدلا

○●●●○

آنکھوں سے جب برسے آنسو، بادل ضبط نہ کر پایا
دیکھ کے بھیگی پلکیں میری، وہ بھی ٹوٹ کے برسا ہے

یوں نہیں ہے سزا سے ڈرتی ہوں
میں تو اپنی خطا سے ڈرتی ہوں

برگ کھو دیں شجر نہ پت جھڑ میں
سرد رُت میں ہوا سے ڈرتی ہوں

جس کا باطن الٹ ہو ظاہر کے
ایسے ہر پارسا سے ڈرتی ہوں

کتنے غم ہیں مرے تعاقب میں
کیسی کیسی بلا سے ڈرتی ہوں

آندھیوں نے ستم وہ توڑے ہیں
آج بادِ صبا سے ڈرتی ہوں

خامشی کی زباں سمجھ لیجے
دعوٰیِ برملا سے ڈرتی ہوں

راز ہمجھولیاں نہیں رکھتیں
اپنی ہر آشنا سے ڈرتی ہوں

ٹوٹتے دیکھے جب ترے وعدے
اب میں عہدِ وفا سے ڈرتی ہوں

عشق کی ابتدا میں زرغونے
عشق کی انتہا سے ڈرتی ہوں

○●●●○

آؤ! برسو آج رم جھم کی طرح
بھیگنے دو پیار کی برسات میں

بے کسی اور بے بسی ہے آج تک
ہم ہیں اور ان کی کمی ہے آج تک

خشک ہے نخلِ محبت دیر سے
شاخِ فرقت کیوں ہری ہے آج تک

منجمد ہیں روح پر تنہائیاں
برف سی دِل پر جمی ہے آج تک

آپ خوش ہیں چھوڑ کر تنہا ہمیں
دِل ہمارا یوں دکھی ہے آج تک

ہم تجھے واپس نہ دِل میں لا سکے
یہ ہماری بے بسی ہے آج تک

دیارِ خواب

اپنی بے تابی کے آگے آپ کی
بے دلی ہے، بے رخی ہے آج تک

آپ کے چہرے پہ، خوشبو کی بہار
اپنی آنکھوں میں نمی ہے آج تک

ان کے خال و خد پہ زرغونے تمام
وقف اپنی شاعری ہے آج تک

○●●●○

تو کسی شعر کی مانند جو اترے دِل پر
گنگناؤں میں تجھے پیار کے کومل سُر میں

جس نے دامن نہ کبھی اپنا بھگو کر دیکھا
اس نے دنیا میں کبھی کچھ نہیں کھو کر دیکھا

اس نے چکھی ہی نہیں عشق کی لذت ہرگز
پیار میں جس نے بھی مجنون، نہ ہو کر دیکھا

اس زمین میں کبھی پروان یہ چڑھ پایا نہیں
پیار کا بیج یہاں ہم نے بھی بو کر دیکھا

ہم نے ثابت کیا اِک جان ہیں دونوں لیکن
اس زمانے نے ہمیں ایک سے دو کر دیکھا

اس کو احساسِ زیاں ہوگا کسی دن آخر
جس نے اِک بار ہمارا نہیں ہو کر دیکھا

ٹوٹ کر جذب وہ دامن میں ہوا زرغونے
ہم نے پلکوں پہ جو اِک اشک پرو کر دیکھا

آزمائش میں وہ جب چاہے، سو ڈالے، آئے
دِل کے ارمان ہیں جتنے بھی، نکالے، آئے

پابرہنہ تھے، مگر چلتے رہے تیری طرف
اس لیے پاؤں پہ اپنے کئی چھالے آئے

ایک ہم ہی نہ تھے دیدار کے شیدائی وہاں
جوق در جوق تجھے دیکھنے والے آئے

تجھ کو سب کہنے کی آزادی میسر آئی
ہم کو چپ رکھنے کی خاطر یہاں تالے آئے

دردِ دِل جان نہ لے جائے کہیں، اس سے کہو
ایسے عالم میں وہ اِس دِل کو سنبھالے، آئے

چاند اترا ہے کوئی جیسے یہاں زرغونے
آپ آئے تو مرے گھر میں اجالے آئے

ہے کون، جس نے ہمیں دور سے صدا دی ہے
یہ کس نے جینے کی امید پھر لگا دی ہے

سنائی دی تری آواز آج مدت بعد
کہ جس نے دل میں پھر اِک دھوم سی مچا دی ہے

ترے خیال نے بخشا ہے رنگ و روپ نیا
تمہاری یاد نے دل کی کلی کھلا دی ہے

جو اپنی راہ میں حائل رہی ہے برسوں تک
ہمارے پیار نے دیوار وہ گرا دی ہے

تمہارے عدل نے مجرم بری کئے سارے
جو بے قصور تھے، ان کو کڑی سزا دی ہے

بجھی نہیں ہے ابھی لو وصال کی دل میں
اگرچہ تھک کے ہر اِک روشنی بجھا دی ہے

جو بات راز سمجھ کر بتائی تھی تجھ کو
وہ بات تو نے ہر اِک شخص کو بتا دی ہے

وہ جس کا ساتھ ہمیں عمر بھر ملا ہی نہیں
اسی کے نام پہ یہ زندگی گنوا دی ہے

یہ کس نے پیار سے آ کے پکارا زرغونے
یہ کس نے بجھتی ہوئی آگ کو ہوا دی ہے

○●●●○

سرد ہوا، بے برگ شجر اور سناٹا
تنہائی کا لمس بڑھاتے رہتے ہیں

دیارِخواب 1

جُز ترے کچھ بھی سوجھتا ہی نہیں
پاس اپنے تو کچھ بچا ہی نہیں

ہم نے بھگتے ہیں انقلاب کئی
آپ کہتے ہیں کچھ ہوا ہی نہیں

جی تو لیتے ہیں تیرے بن، لیکن
زندگی میں کوئی مزا ہی نہیں

پہلے جو مانتا تھا اک دیوی
اب تو گویا وہ جانتا ہی نہیں

حسبِ توفیق زخم سب نے دیے
یہ فقط آپ کی عطا ہی نہیں

گر کے نظروں سے ان کا جی لینا
اس سے بڑھ کے کوئی سزا ہی نہیں

جا چکا ہے وہ شہر سے کب کا
دِل سے لیکن مرے گیا ہی نہیں

ہم کو اب تک یقیں ہے زرغو نے
ان کے جیسا تو دوسرا ہی نہیں

○●●●○

جواب ان کے سوالوں کا بھی دیجے
سنا ہے آپ پڑھ لیتے ہیں آنکھیں

تجھی سے ہم جو کبھی تیرا پیار مانگتے ہیں
تو ہم خزاں میں نویدِ بہار مانگتے ہیں

ہم ایک بار نہیں مانگتے خدا سے تجھے
قسم خدا کی تجھے بار بار مانگتے ہیں

بہار آئے تو آ کر پلٹ نہ جائے کہیں
کچھ ایسا اہلِ چمن اعتبار مانگتے ہیں

یہ لوگ دِل ہی نہیں مانگتے فقط آ کر
یہ دل پہ اپنا ہی سب اختیار مانگتے ہیں

جو بجھ گئی ہے وہی آگ راکھ ہے اب تو
اور آپ ہیں کہ اسی سے شرار مانگتے ہیں

صبا کے ہاتھ ملے آج تیرا سندیسہ
اسی بہانے سے دل کا قرار مانگتے ہیں

گلاب سجنے کو پھر اِک کلائی چاہتے ہیں
حنا کے برگ بھی دستِ نگار مانگتے ہیں

ستم رسیدہ خزاں کے جو ہم ہیں زرغونے
سو ، ہم بہار بھی دیوانہ وار مانگتے ہیں

○●●●○

ترے خیال نے بخشا ہے رنگ و روپ نیا
کہ تیری یاد نے دل کی کلی کھِلا دی ہے

دیارِ خواب 1

کون یہ میٹھا بول رہا ہے
رس کانوں میں گھول رہا ہے

پیار پریت کے بھید بتا کر
من کی گرہیں کھول رہا ہے

کومل کومل شبدوں میں وہ
سچے موتی رول رہا ہے

جھیل کے جل پر پھول کنول کا
مست ہوا سے ڈول رہا ہے

من ساگر کا پگلا بگلا
اڑنے کو پر تول رہا ہے

چاندنی آنکھوں میں بھرنے کو
نظروں کا کشکول رہا ہے

سر چڑھ کے اس چاند کا جادو
زرغونے پھر بول رہا ہے

○●●●○

قمر و خورشید سے تعلق ہے
نہ ہی ناہید سے تعلق ہے
وہ دکھائی دیے تو ہم پہ کھلا
عید کا دید سے تعلق ہے

زخم کی گہرائیاں کم کر چکے
ہم تری یادوں کو مرہم کر چکے

تیرا غم دل میں بسانے کے لیے
اپنی خوشیوں کو بہت کم کر چکے

تری دِلجوئی کی خاطر روز و شب
جو جتن کر سکتے تھے، ہم کر چکے

آپ کے دِل پر اثر دیکھا نہیں
آنکھ کے گوشے بھی ہم نم کر چکے

مر چکی ہے یہ محبت اپنی موت
رو چکے ہم، اس کا ماتم کر چکے

ڈھل چکی ہے رات زرغونے یہاں
لوگ شمعیں اپنی مدہم کر چکے

دیارِ خواب 1

ایک جادو ہے تری مسکان میں
جان آجاتی ہے پھر سے جان میں

دے گئی ہے تیرے آنے کی نوید
کہہ گئی بادِ صبا کچھ کان میں

دن گزرتا ہے تری امید میں
رات کٹتی ہے ترے امکان میں

جو ہماری ہار کے ہیں منتظر
مر ہی جائیں گے اسی ارمان میں

ڈھونڈتا تھا ہم جو بین السطور
مل گیا ہے وہ ہمیں عنوان میں

دلبری کا آکے دعویٰ وہ کرے
کوئی خوبی بھی ہو جس انسان میں

نفسا نفسی کا سماں ہے شہر میں
ہم ہیں گویا حشر کے میدان میں

مت کرو زرغونے کچھ اس میں تلاش
بچ گیا ہے کیا دِل نادان میں

○●●●○

شعر کہتی ہوں تو لگتا ہے مجھے زرغونے
فرطِ جذبات کو ترتیب دیا کرتی ہوں

✲

اپنے من کو سنوارنا ہوگا
من کو اندر ہی مارنا ہوگا

دوسروں کو بدلنے والو! تمھیں
پہلے خود کو سدھارنا ہوگا

وہ نکالے گا ہر مصیبت سے
اپنے رب کو پکارنا ہوگا

رب کی منشا کے آگے خم ہو کر
زندگی کو گزارنا ہوگا

پہلے دل کو اجالنا ہوگا
بعد میں رخ نکھارنا ہوگا

بوجھ غم کا ڈبو نہ دے دل کو
اس کو فوراً اتارنا ہوگا

پیار کا نقش پھر سے زرغونے
لوحِ دل پر ابھارنا ہوگا

○●●●○

عید کے چاند سے کوئی کہہ دے
خود کو اوجھل نہ اس قدر رکھے
جب وہ درشن دے اپنا زرغونے
دیر تک میرے روبرو ٹھہرے

کیسا اِک صاحبِ مقسوم یہ دِل ہے اپنا
پھر کرم سے ترے محروم یہ دِل ہے اپنا

نام سن کر یہ ترا شور مچاتا تھا کبھی
اب یہ لگتا ہے کہ معدوم یہ دِل ہے اپنا

اچھے موسم کا اثر اس پہ الٹ ہوتا ہے
موسمِ گل میں بھی مغموم یہ دل ہے اپنا

آ ہی جاتا ہے یہ ہر روز تری باتوں میں
کس قدر سادہ و معصوم یہ دل ہے اپنا

یہ نہیں جانتا عیار زمانے کے فریب
اس کو کچھ بھی نہیں معلوم، یہ دِل ہے اپنا

پہلے زرغونے لرزتا تھا کبھی تحت اللفظ
اب دھڑک اٹھتا ہے منظوم، یہ دل ہے اپنا

✿

دِل سے چاہا تھا جسے، دِل سے جدا ہو جائے گا
یہ تو سوچا ہی نہ تھا، وہ بھی خفا ہو جائے گا

ایک دِن وہ خود ہی ترسے گا محبت کے لیے
ایک دن جب یہ غرور اس کا ہوا ہو جائے گا

پوجنے سے کوئی پتھر موم تو ہوگا نہیں
ہاں مگر فرطِ عقیدت سے خدا ہو جائے گا

مندمل ہونے کو ہے جو زخم اِک مدت کے بعد
آپ کے ہر طنز پر وہ پھر ہرا ہو جائے گا

شہ انھیں مت دیجئے نفرت جو بوتے ہیں یہاں
شہر کا ہر فرد ورنہ سر پھرا ہو جائے گا

رت ملاقاتوں کی جونہی لوٹ کر آجائے گی
رنگ میری اوڑھنی کا بھی ہرا ہو جائے گا

رہنمائی کا جسے دعویٰ تھا زرغونے بہت
کیا پتا تھا ایک دِن خود لاپتا ہو جائے گا

○●●●○

برکھا رت ہے، بھیگی بھیگی رات بھی ہے
دل میں جاری یادوں کی برسات بھی ہے

آتشِ انتقام کچھ اس طرح بجھا دی ہے
دکھ دیے ہمیں جس نے، اس کو بھی دعا دی ہے

اب کوئی تمنا بھی جاگتی نہیں دِل میں
ہم نے آرزو تیری مستقل سلا دی ہے

غم ہی غم کا چارہ ہے، سوچ کر یہی شائد
اور غم بڑھانے کی، آپ نے، دوا دی ہے

آگ سی لگا کر بھی چین سے نہیں بیٹھے
سب نے اپنے حصے کی آ کے پھر ہوا دی ہے

چیختی رہیں ہیں پھر بے گناہیاں اپنی
کس خطا کی منصف نے آج یہ سزا دی ہے

ہر قدم پہ زرغونے یہ سوال کرتی ہے
زندگی اجیرن کیوں، آپ نے بنا دی ہے

1دیارِخواب

دیارِ عشق میں بدنام تم ہو ، میں نہیں ہوں
وفا کے نام پر الزام تم ہو ، میں نہیں ہوں

گلی کوچوں میں چرچے بے وفائی کے تمھارے ہیں
سکوتِ شہر میں کہرام تم ہو، میں نہیں ہوں

تمھیں ہرجائی پن نے اب کہیں کا بھی نہیں چھوڑا
ہوا ہے جس کا یہ انجام، تم ہو! میں نہیں ہوں

نہیں ہے بوجھ کوئی بھی ضمیر و قلب پر میرے
تبھی بے چین و بے آرام تم ہو، میں نہیں ہوں

محبت کے سفر میں جرم ہے رستہ الگ کرنا
سنا ہے جس نے یہ پیغام، تم ہو، میں نہیں ہوں

محبت نے کبھی جب آزمایا ہم کو زرغونے
محبت میں ہوئے ناکام تم ہو، میں نہیں ہوں

چھوڑ کر بستی کو نکلا کون ہے
دِل کی مسند سے جو اترا ، کون ہے

جب ہوئی ہموار یہ راہِ حیات
تو اسی لمحے میں بچھڑا کون ہے

ہم ہی ناداں یہ سمجھتے رہ گئے
اس جہاں میں تم سے اچھا کون ہے

کس نے آ کے دھیان میں ڈالا خلل
آج پھر بے وقت بولا کون ہے

تیری یہ جرات کہ آئے سامنے
تیری یہ ہمت ! تو ہوتا کون ہے

دیارِخواب 1

یاد ہے تیری ریاکاری سے مجھے
تیری عیاری کو بھولا کون ہے

سرنشانہ تھا مگر، زخمی ہے دل
چوٹ کھائی کس نے، تڑپا کون ہے

کون ہے زرغو نے پھر غم سے نڈھال
دے کے سر تکیے میں روتا کون ہے

○●●●○

راہزن ہی آ کے جب رہبر ہوا
اور پھر گمراہ سب لشکر ہوا

ہم جسے آواز دیتے رہ گئے
کیوں نہ جانے اس کا دِل پتھر ہوا

آنکھ سے نکلا تو یوں گم ہو گیا
پھر نہ لوٹا اشک جو بے گھر ہوا

جس کو آنکھیں دیکھتی تھیں روز و شب
کس لیے تبدیل وہ منظر ہوا

ٹوٹتا جڑتا رہا یہ بار بار
ماجرا اِس دِل سے یہ اکثر ہوا

اس کو زرغونے ملی نہ پھر جگہ
جو تمھاری بزم سے باہر ہوا

1 دیارِخواب

اب نہ کچھ کام لالہ زاروں سے
بھر گیا دل سبھی نظاروں سے

اک دھنک آسمان کو بھیجی ہے
باندھ کر پھول کچھ غباروں سے

ہم نہیں مرکزِ نگہ یونہی
کچھ الگ ہی تو ہیں ہزاروں سے

بات کھلتی گئی خموشی سے
ہم سمجھتے گئے اشاروں سے

غم زیادہ ہیں کتنے بانٹیں گے
معذرت کیجئے غم گساروں سے

رحم کیجئے، معاف کر دیجئے
پوچھیے کچھ نہ شرمساروں

کیا ہمیں کام بادشاہوں سے
ہم نے کیا لینا تاجداروں سے

اپنا دامن بچاؤ زرغونے!
خود نہ الجھا کرو شراروں سے

○●●●○

جی چراتا نہیں محنت سے جو مزدور یہاں
اس کی اجرت کو چکانے میں تامل کیسا
(یکم مئی کے حوالے سے)

دیارِخواب 1

پھول یاد آیا سنگ یاد آیا
اس کی بخشش کا ڈھنگ یاد آیا

گل بداماں جیسے تھا دیکھا کبھی
آج وہ شوخ وشنگ یاد آیا

توڑ کر دل ہمارا اس نے تو
توڑ دی ہر امنگ یاد آیا

توڑنے تھے رواج کے پہرے
کھودنی تھے سرنگ یاد آیا

اک کھلتا گلاب جب دیکھا
اس کے چہرے کا رنگ یاد آیا

ہم محبت سے بھرنے والے تھے
ترا دامن تھا تنگ یاد آیا

عشق کی آبجو میں پوشیدہ
ہر طرف تھے نہنگ یاد آیا

پاس تھا اپنے عزم لڑنے کا
نہ تھے تیغ و تفنگ یاد آیا

ہم نے ظالم سماج سے مل کر
کھل کے کرنی تھی جنگ یاد آیا

دل میں جاگی امنگ یاد آیا
جھوم اٹھا انگ انگ یاد آیا

کیسا جادو تھا اس میں زرغونے
رہ گئی تھی میں دنگ یاد آیا

○●●●○

✡

منتظر ہم ہیں شب مہتاب میں
چاند تو اترے کبھی تالاب میں

نیند کی وادی میں جا کر دیکھیے
ہم بھی رہتے ہیں دیارِ خواب میں

درد سہہ کر اف نہ کرنا شرط ہے
عشق کے دستور میں آداب میں

ہو سفر درپیش تو یہ دیکھیے
کچھ کمی رہ جائے نہ اسباب میں

چھیڑتا ہے دل کے اک اک تار کو
بجلیاں ہیں عشق کے مضراب میں

بہہ گیا زر غونے کا جل آنکھ سے
آنسوؤں کے تیز تیز سیلاب میں

○●●●○

"فادرز ڈے"

یہ ایک ہستی
یہ ایک برگد کے
سائے جیسی
شفیق ہستی
یہ جس کے سائے میں
میں نے پایا
اِس اپنے جیون کا
سکھ، سوایا
یہ لاڈ جس نے اٹھائے
میرے
یہ جس نے نازوں سے

پالا پوسا
مجھے پڑھایا، مجھے لکھایا
مجھے اندھیروں میں
نور بخشا
مجھے زمانے میں
عزت و آبرو سے
رہنے کا عزم بخشا
شعور بخشا
یہ میرے والد، عظیم خالد
ہے جن کے دم سے
سکون ہر سو
ہیں میری خاطر
مہکتی خوشبو
یہ میرے ابو!

دِل افروز چاند اور چاندنی کے نام

آج چودھویں کے چاند کی
کچھ روپہلی سنہری اور
کچھ کچھ دودھیا چاندنی
کتنی دلکش ہے
کتنی سندر ہے
کیسی روشن اور
روح پرور ہے
اے نور بکھیرتی چاندنی!
اے چمکتے دمکتے چاند!
آج کی رات
تمہارا یہ دل افروز جمال
ایک شاعرہ کے
دل کو چھو رہا ہے

○●●●○

نیا سال

میں اتنا جانتی ہوں کہ
نئے اِس سال میں ہرگز
نیا کچھ بھی نہیں ہوگا
وہی لمحے، وہی گھڑیاں
وہی پل پل
وہی دن رات، ہفتے اور مہینے
وہ منظر، وہی موسم پرانے
وہی پھر دھوپ چھاؤں ابرو باراں
وہی سب رنگ و بے رنگی
وہی دکھ سکھ
وہی تیری مسلسل بے رخی
اور بے نیازی سے بھرے
ٹھنڈے رویے ہی
ہمیں محسوس ہوں گے

اسی میں شدت سے
سنو
لیکن نیا اس میں
اگر کچھ بھی ہوا تو بس
میری ان زرد آنکھوں میں
چمکتی اِک نئی امید دیکھو گے
نیا اِک عزم جھلکے گا میرے
بے تاب جذبوں سے، ارادوں سے
نیا اِک ردھم پھوٹے گا
میری دھڑکن کی تاروں سے
نیا اِک ولولہ ہو گا
میرے من کی امنگوں میں
تمھیں پھر سے منانے کا
تمھیں دِل میں بسانے کا

○●●●○

اجازت

راستے پر بچھی آنکھوں میں
صرف ایک ہی سوال
مچل رہا ہے کہ
کب تلک تیری راہ دیکھتی رہیں
اور بغیر پلکیں جھپکے، جاگتی رہیں
تمھیں کس نے روک رکھا ہے
آنے سے
تمھارے پاؤں میں
کیسی بیڑیاں ہیں
یہ تم جانو
مگر ایک میسیج میں
کچھ دیر کے لیے، آنکھیں بند

کرنے کی اجازت دے دو
یہ کھلی ہوئی ہیں تو فقط
تمھیں دیکھنے کے لے
اور بند ہوں گی تو صرف
تمھیں ہی دیکھیں گی
خواب نگر میں جا کر
سو، پلیز!........

○●●●○

پری مون سون

جس موسم میں وقت پر
برسات لانے کا سسٹم ہے
اور فطرت کا یہ منفرد سسٹم
حسبِ روایت ہر سال ہی
ٹھنڈی کالی گھٹائیں لا کر
سلگتی ہوئی دھرتی پر
برساتا ہے
مگر جب جب گرم موسم
خشک سالی اور
قبل از وقت
زندگی دشوار کرتی ہے
تو من میں
پری مون سون
کی تمنا جاگ اٹھتی ہے

کہ آبِ حیات سے بھری
گھنگور گھٹائیں آئیں، ٹوٹ کر
برسیں اور موسم بدل دیں
عین اسی طرح
دِل کی جھلستی دنیا
اور روح کی پیاسی دھرتی تھی
پیار میں "پری مون سون"
چاہتی ہیں
محبت ہو، زیادہ ہو
امڈتی ہوئی ہو
اور چھا جوں
برستی ہوئی ہو!

○●●●○

ایک کنول تیرے جیسا!

جھیل کے کنارے سے
جھیل کو جو دیکھا تو
گول گول پتوں کے
تھال سبز اور تازہ
تیرتے تھے پانی پر
بیچ میں انہی سب کے
پھول کچھ کنول کے تھے
سرخ، نیلگوں تھے کچھ
کچھ سفید تھے پُورے
ٹھنڈی ٹھنڈ پروا میں
جھومتے تھے وہ سارے
اِک کنول، انوکھا تھا
روپ کا وہ پیارا تھا

دھوپ میں دمکتا تھا
شوخ تھا، چمکتا تھا
ان گنت ستاروں میں
چاند سا وہ لگتا تھا
میں تھی روبرو اس کے
وہ مگر نہ تکتا تھا
اس کی بے نیازی سے
یوں لگا مجھے کہ وہ
پھول
تیرے جیسا تھا!

○●●●○

خواب

ایک سنہرا سا
چمکتا خواب تھا
دیکھ کر آنکھیں جیسے
چندھیا گئیں
نیند سے جاگی تو پھر
تیرے سوا
اور مجھ کو سوجھتا
کچھ بھی نہ تھا

○●●●○

تمنا

آج پھر دِل میں اِک تمنا سی
لے کے انگڑائی اس طرح جاگی
اپنے دِل کے قرار کی خاطر
ایک جھلک تیری آج ہم دیکھیں
تیرے چہرے کو روبرو رکھیں
دھول آئینے سے ہٹا کر جب
روبرو اس کے ہوگئے پھر ہم
جھانک کر اس میں جس گھڑی دیکھا
تیری صورت ہمیں نظر آئی
دیکھنا خود کو آئینے میں ہمیں
تیرے چہرے کو دیکھنا ہی لگا
اے مرے پیکرِ جمال ! بتا
دِل میں تو پہلے سے مقیم ہے تُو
آئینوں میں بھی تو ہی رہتا ہے؟

○●●●○

یاد

یاد ہے تم کو
ایک دفعہ ہم
دریا کے سنگ
گیلی ریت پہ
ساتھ چلے تھے
یاد ہے تم کو
ایک دفعہ جب
میں روٹھی تو
تم نے منایا تھا
پھر مجھ کو
کتنے جتن کئے تھے تو نے
تب مانی میں
یاد ہے مجھ کو
وہ اِک پھول جو

تم لائے تھے
میری خاطر
آج بھی اس کی
جادو کرتی
بھینی خوشبو
میرے من
آنگن میں ویسی
تازہ تازہ
مہک رہی ہے
یاد کرو وہ
بھیگی راتیں
چاند کا چانن
خواب کی نگری
جس میں ہم تم
ساتھ جئے تھے

○●●●○

دیارِ خواب 1

چودہ فروری

پھول دینے والے صرف
پھول لینے والوں کو
پھول ہی نہیں دیتے
چاہتیں بھی دیتے ہیں
راحتیں بھی دیتے ہیں
رنگ پرکشش سارے
دِلنشین اور پیارے
خوشبوئیں انوکھی سی
روم روم مہکاتی
کچھ ملوک سے جذبے
دِل کی تہہ سے جو ابھرے
بھید کچھ نرالے سے
راز کچھ بہت گہرے
ان کہی سی کچھ باتیں
چاہتوں کی برساتیں

لمس نرم ہاتھوں کے
شور گرم سانسوں کے
پیاس خشک ہونٹوں کی
کچھ سوال آنکھوں کے
ساتھ ساتھ رہتے ہیں
پھول لینے والے بھی
پھول دینے والوں کا
اس کرم پہ کرتے ہیں
شکریہ ادا دِل سے!!!

○●●●○

انتظار

بنا تمھارے
پڑے ہیں سونے
یہ کھیت سرسوں کے
چاروں جانب
یہ شام جاڑے کی
روٹھی روٹھی
جو دھیمے دھیمے
سلگ رہی ہے
مہکتی چائے کی تیز خوشبو
اجاڑ راہوں پر آج تک جو
بھٹک رہی ہے
اسی طرح سے
اِک زمانے سے
میں، اور میری
مکھانوں سے خالی جھولی
تمھارے آنے کی منتظر ہیں

○●●●○

موسم

مست مست موسم ہے
سرمئی سے بادل ہیں
نرم نرم جھونکے ہیں
بوند بوند بارش ہے
ہلکی ہلکی رم جھم ہے
من میں خوب ہلچل ہے
دِل میں یاد تیری ہے
لب پہ نام تیرا ہے

○●●●○

دیارِ خواب 1

بیٹیاں

بیٹیاں ٹکڑا جگر کا
اور ہیں
دِل کا قرار
بیٹیوں کے دم سے
گھر آنگن میں
رہتی ہے بہار
بیٹیاں آنکھوں کی ٹھنڈک
من کا چین
بیٹیاں ہیں درحقیقت
نورِ عین
بیٹیاں رحمت خدا کی
بے شمار
بیٹیاں دے کر
ہے خوش پروردگار!

○●●●○

سالِ نو مبارک

اکتیس اور یکم جنوری کی
نصف شب میں
ٹھیک بارہ بجے رات
سال دو ہزار بائیس نے اپنی
آخری ہچکی لی
اور اس کے اگلے لمحے
سال دو ہزار تیئیس نے جنم لے کر
اپنی پہلی سانس لی
کیلنڈر بدل چکا ہے
دن، مہینہ اور سال
سب نئے ہیں
دو ہزار بائیس
ماضی کے دھندلکوں میں
اچانک کہیں کھو گیا ہے
اور جاتے ہوئے
سب دکھ سکھ

تمام سرد و گرم
ہر تلخی و شیرینی
اپنے ساتھ لے گیا ہے
2023 اپنے ساتھ سب کے لیے
خواہشوں، تمناؤں اور خوابوں
کی تکمیل کے امکانات کے ساتھ
اپنی پہلی سانس لے کر جنم لے چکا ہے
اب دیکھتے ہیں کہ
نئے سال میں
ہماری خواہشیں اور تمنائیں
اپنا دامن کتنا بھر پاتی ہیں
ہمارے دکھ کس قدر گھٹتے ہیں
اور خوشیاں کہاں تک پہنچتی ہیں
بہر حال
امید تو اچھی ہے
اور اپنے کریم رب کے حضور
التجا ہے کہ
پروردگار! یہ نیا سال
ہمارے لیے
سازگار اور مبارک فرما۔ آمین

○●●●○

الوداع دسمبر

دسمبر یہ بتا، جاتے ہوئے
سب کو
تجھے ہم سے بچھڑتے وقت
کوئی غم سا
کوئی دکھ درد سا
محسوس ہوتا ہے؟
جدائی کی گھڑی میں کیا
تمھارا سرمئی چہرہ
کسی بیمار کے چہرے کی مانند
کچھ کچھ زرد سا
محسوس ہوتا ہے؟
تمھیں کیا
سب کے سنگ گزرے
یہ لمحے یاد آئیں گے؟

تمھیں کیا اپنے پیمان اور
وعدے یاد آئیں گے
بچھڑ کر ہم سے پھر تو نے
جہاں آباد ہونا ہے
وہاں رہتے ہوئے کیا تم نے
یہ سب کچھ یاد رکھنا ہے؟
ہمیں تو تیرے جانے کا
بہت غم ہے، بڑا دکھ ہے
تمھارا دلربا جاڑا
تمھارا مہرباں موسم
یہ سکھیوں کا حسیں جھرمٹ
یہ لمبی، سرد اور بھیدوں بھری
دلدار سی راتیں
یہ پہروں دیر تک
ہیٹر کے آگے بیٹھ کر
ہم جھولیوں سے راز کی باتیں
یہ چائے کے لبالب مگ
یہ آپس کی محبت سب
یہ اِک دوجے کو سب کا چھیڑنا
رمز و کنایہ میں
یہ دکھ سکھ کی سبھی سانجھیں

یہی صبحیں، یہی شامیں

یہ سب تیری بدولت ہیں

تمھیں ہم کس طرح روکیں

چلے تو تم نے جانا ہے

کہ یہ بھی حقیقت ہے

اگر زندہ رہے، ہم سب

تو پھر اگلے برس

ماہِ نومبر تک

بہت ہی یاد آؤ گے.

❍●●●❍

بے حسی

ڈوب رہی ہے سیلِ بلا میں
پیاری دھرتی
اجڑ رہی ہے بستی بستی
گھر گھر پانی

دھاڑ رہا ہے
بچے، بوڑھے، چھتیں، چھپر

در، دروازے

تنکا تنکا ہو کر سارے

ہولے ہولے ہستی کے اس

زندہ صفحے سے

مٹتے ہی جاتے ہیں سارے
یہ تقدیر ہے لیکن
پھر دکھ ہے
بس اس بات کا سب کو

○●●●○

خوابشار

آچکی ہے من کی بگیا پہ بہار
پھول بن کے خواب مہکے بے شمار
نیند سے محروم تھے جس کے سبب
اب اسی نے خواب بخشے یادگار
پہلے تو بے خواب تھیں آنکھیں مری
اب رواں ہے ان میں گویا خوابشار
اس کی صورت تجھ سے ملتی ہے بہت
خواب میں دیکھا ہے جس کو بار بار
نیند کی وادی میں اتریں ایک ساتھ
خواب دیکھیں پھر قطار اندر قطار
خواب کے صحرا میں زرغونے تجھے
میں نے دے دی ہے صدا، تو بھی پکار

○●●●○

جیت

تو لڑکی سیدھی سادی سی
صورت سے بھولی بھالی سی
کمزور تو سمجھی جاتی ہے
کم فہم تجھے سب کہتے ہیں
کم عقل تو جانی جاتی ہے
اس جیتی جاگتی دنیا میں
بے جان تو مانی جاتی ہے
پستی ہے جبر کی چکی میں
اور ظلم کے چرکے سہتی ہے
حالانکہ ہے تیری بات الگ
تو خواب انوکھے دیکھتی ہے
کچھ بات الگ سی سوچتی ہے
خود اپنے قدموں سے ہی تو
رکنا اور چلنا چاہتی ہے
فرسودہ سی ساری رسموں کو
تنہا ہی بدلنا چاہتی ہے

اس چار دنوں کی دنیا میں
عزت سے رہنا چاہتی ہے
آزادی سے جینا چاہتی ہے
کچھ کر کے بتانا چاہتی ہے
کچھ بن کے دکھانا چاہتی ہے
تجھ پہ تو یہاں
سب کچھ ہے عیاں
اس چار دنوں کی دنیا میں
سب کھیل رہے ہیں کھیل یہاں
آزادی ہے طاقت والوں کی
اور بیڑیاں ہیں تیرے حصے میں
ہتکھڑیاں ہیں تیرے ہاتھوں میں
پابندی تیری قسمت میں
ہے قدغن تیری سوچوں پر
ہیں پہرے تیرے خیالوں پر
لیکن تو اس ماحول میں بھی
خود کو منواتی رہتی ہے
جب بھی تجھے موقع ملتا ہے
تو سب سے اگے ہوتی ہے
وہ علم و عمل ہو یا فن ہو
تو اکر چھا جاتی ہے

اے پیاری لڑکی غم نہ کر
تیرے عزم و ارادے
کے آگے
ہتھکڑیاں بیڑیاں
کچھ بھی نہیں
اک دن ایسا بھی اے گا
تجھے کمتر جاننے والے سب
عظمت کو تیری مانیں گے
تجھ میں جو چھپے ہیں گن سارے
سب جانیں گے پہچانیں گے
بدلیں گے رویے لوگوں گے
ہتھکڑیاں ساری اتریں گی
اور ظلم کی بیڑیاں ٹوٹیں گی
پھر اپنی مثبت سوچ سے تم
بدلو گی سماج کے دھارے کو
تم اپنی دانش کے بل پر
یہ جنگ بھی تم ہی جیتو گی
حیران زمانہ بھر ہو گا
جب اپنی باری کھیلو گی۔۔۔

○●●●○